بسم اللہ الرحمن الرحیم

فرانس اور اس کی غلط اور گمراہ کن آزادیِ رائے

انجینئر معیز، پاکستان

آج ہم فرانس میں جس صورتحال کا مشاہدہ کر رہے ہیں وہ تہذیبوں کا تصادم ہے۔ بہت عرصے سے مسلم دنیا کو اس کی حکمران اشرافیہ اور دانشور اس بات پر مجبور کرتے آرہے ہیں کہ وہ بقائے باہمی کے تصور کے تحت اسلامی اور مغربی تہذیب کے درمیان سمجھوتہ کر لے اور مغربی تہذیب کو چند ترامیم کے ساتھ قبول کر لے۔ خلافت کے انہدام کے بعد سے تقریباً ایک صدی کا عرصہ گزر چکا ہے جس میں مسلم دنیا پر ایک ایسا نظامِ حکمرانی تھوپا گیا ہے جو کہ درحقیقت مغربی سیاسی سوچ پر مبنی حکمرانی کا نظام ہے لیکن جس میں کچھ اسلامی اقدار کا تڑکا لگایا گیا ہے تاکہ مسلمان اس کو اسلامی نظام سمجھ کر قبول کر لیں۔ مثال کے طور پر جب یہ کہا جاتا ہے کہ آزادیِ رائے کی کچھ حدود و قیود ہونی چاہیے تو درحقیقت یہ مغربی تہذیب کو بنیاد بنا کر بحث کا ایجنڈا سیٹ کرنا ہے۔ آزادیِ رائے کی حدود و قیود کا تعین کرنے کا مطالبہ یہ فرض کر کے کیا جاتا ہے کہ مسئلہ آزادیِ رائے کے تصور کو چیلنج کرنا یا مسترد کرنا نہیں ہے بلکہ مسئلہ اس کے غیر محدود اور بے محل استعمال کا ہے۔ یہ موقف اس فکری جبر کا ایک حصہ ہے جس کو مغربی زدہ مسلم اشرافیہ نے مسلم دنیا پر مسلط کیا ہوا ہے۔ اس موقف میں آزادیِ رائے کی سیاسی سوچ کو چیلنج نہیں کیا گیا بلکہ "مخصوص صورتحال" میں صرف اس کے استعمال کو مسئلہ سمجھا گیا ہے۔ لہٰذا احتجاج اور بحث کا مقصد صرف یہاں تک محدود رہتا ہے کہ مغربی دنیا سے درخواست کی جائے کہ وہ اپنے اقدار کے نفاذ پر دوبارہ غور کریں۔ اس مسئلہ کو اس نظر سے دیکھنا غلط اور ناقص ہے۔

مغربی تہذیب مذہب سے نفرت کی بنیاد پر وجود میں آئی ہے۔ کیا ہم نے کبھی یہ سوال کیا ہے کہ آزادیِ رائے میں یہ آزادی کس سے آزادی ہے ؟ مسلم دنیا کی مغرب زدہ سیاسی و دانشور اشرافیہ یہ دعویٰ کرتی ہے کہ یہ آزادی کسی کی بھی طرف سے، خصوصاً ریاست کی جانب سے مسلط کی گئی "جابرانہ پابندیوں" سے عمومی آزادی ہے۔ آزادی رائے کی یہ تاویل جھوٹ اور دھوکے پر مبنی اور قطعی طور پر غلط ہے۔ آزادیِ رائے میں آزادی، مذہب کی جانب سے عائد کی گئی پابندیوں سے آزادی ہے۔ یورپ کی تاریخ کا کوئی بھی طالب علم اس حقیقت سے واقف ہے۔ سیکولرازم کا تصور، جو کہ ریاست اور کلیسا (چرچ) کی جدائی کا تصور ہے، جدید مغربی تہذیب کی بنیاد ہے۔ عیسائی یورپ کی مذہب کے ساتھ کشمکش نے اسے ایک نئے طرزِ زندگی اختیار کرنے پر مجبور کیا جہاں اس نے سیاسی میدان میں مذہب سے بغاوت کا اعلان کر دیا۔ یورپی آبادی کی سیاسی زندگی پر مذہب کو پابندی عائد کرنے کا کوئی اختیار نہیں رہا۔ لہٰذا لبرل ازم اور مغربی تہذیب کی روح مذہب مخالف ہے۔ یہ سوچ مغربی تہذیب کی بنیاد ہے اور اسی سوچ کی مغرب ترویج کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایمانوئل میکرون، اللہ سبحانہ و تعالیٰ اسے برباد کرے، نے یہ اعلان کیا کہ: "(فرانس) اپنے کارٹونز سے دستبردار نہیں ہو گا"۔ جب سے یورپی اشاعت کاروں کی جانب سے توہین رسالت پر مبنی کارٹونز شائع کیے گئے ہیں تب سے اب تک تین فرانسیسی صدور نے "توہین رسالت" کے حق میں اپنی حمایت کا اعلان کیا ہے۔ فرانسیسی عدالتوں نے چارلی ہیبڈو کو قانونی تحفظ فراہم کیا جب کچھ مسلمانوں نے چارلی ہیبدو کے خلاف قانونی چارہ جوئی کے لیے عدالتوں سے رجوع کیا۔ اور اس سے پہلے 2015 میں یورپ اور مغربی دنیا نے چارلی ہیبڈو سے اظہار یکجہتی کے لیے اس نعرے کے ساتھ مارچ کیا: "میں چارلی ہوں"، جو کہ مسلمانوں کی حرمات کو کھلا چیلنج اور ان پر حملہ تھا۔

وقت آگیا ہے کہ مسلم دنیا مغربی تہذیب، اس کے سیاسی و حکومتی نظام اور اس کی اقدار کو مسترد کر دے۔ مسئلہ آزادیِ رائے کا نفاذ اور اس کی حدود و قیود کا نہیں بلکہ آزادی رائے بذاتِ خود ایک مسئلہ ہے۔ اسلام گالی دینے، غیبت کرنے اور دوسرے مسلمانوں پر تہمت لگانے کی اجازت نہیں دیتا۔ مسلمان تو اسلام کی دعوت کے علمبردار ہوتے ہیں۔ ہم اچھی بات یعنی خیر کا حکم دیتے ہیں اور بری بات یعنی منکر سے روکتے ہیں۔ اسلام ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ ہم منکر کا حکم دیں۔ اسلام تو ہمیں منکر کے سامنے خاموش رہنے تک کی اجازت نہیں دیتا۔ تو ہم کس آزادی رائے کی بات

کر رہے ہیں؟ ہمارے پاس رائے دینے کے حوالے سے واضح اور تفصیلی احکامات موجود ہیں جو قرآن و سنت سے اخذ کیے گئے ہیں۔ ہماری قدر آزادیِ رائے نہیں بلکہ وہ رائے ہے جس کے اظہار کا قرآن و سنت نے ہمیں حکم دیا ہے۔

یہ وقت ہے کہ مسلم دنیا مغربی تہذیب کو مسترد کر دے اور اپنی تہذیب کی بحالی کے لیے کام کرے جو نبوت کے نقش قدم پر خلافت کے قیام کی صورت میں ہی ممکن ہے۔ جب ہمارے پاس ریاست کی طاقت ہو گی تو ہم رسول اللہ ﷺ کی ناموس کی حفاظت توہین رسالت کرنے والوں کے خلاف عسکری قوت استعمال کر کے کریں گے۔ پھر ہم دیکھیں گے کہ میکرون جیسے ملعون یا کوئی بھی اپنی سر زمین پر بھی توہین رسالت کرنے کی ہمت کیسے کرتے ہیں۔ جی ہاں، یہی ہمارا موقف ہے اور ہم اس پر ہی کھڑے ہیں۔ ان سب کے خلاف جنگ کی دھمکی یا پھر جنگ جو ہمارے نبی پاک ﷺ کی توہین کرنے کی جرات کرے۔